پادری احمد شاہ کے اردو ترجمہ قرآن کا تنقیدی جائزہ

محمد افتخار حسین*

سعید احمد سعیدی**

قرآن مجید کی تفہیم دنیا کی ہر زبان میں ہوئی ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور خصوصاً برصغیر میں انگریزوں نے جب اقتدار سنبھالا اور انہیں یہاں سیاسی برتری حاصل ہوئی تو انہوں نے مذہبی برتری حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا اس مقصد کی خاطر یہاں کے مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے کے لیے مختلف مشنری ادارے قائم کیے اور ان کو مالی امداد اور بیرون ملک بھجوانے کا لالچ دیا تاکہ مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو جائیں۔ان باتوں کا مسلمانوں پر کوئی گہرا اثر تو نہیں پڑا لیکن چند لوگ جو ان کے شکنجے میں آئے ان میں سے پادری عماد الدین، پادری احمد شاہ، جان۔اے۔ سبحان، پادری برکت اللہ اور سلطان محمد پال شامل ہیں۔

ان میں سے کچھ نے قرآن مجید کے اردو تراجم اور حواشی لکھے زیر نظر مقالہ میں جس شخصیت کا انتخاب کیا گیا ہے وہ پادری احمد شاہ کے نام سے معروف ہے جو کہ پہلے مسلمان تھے پھر عیسائی ہوئے انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ اردو اور ہندی میں ۱۹۱۵ء میں کیا جو کہ زمانہ پریس کان پور انڈیا سے شائع ہوا۔پادری احمد شاہ کے اردو ترجمہ قرآن کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔"مسیحیوں کی طرف سے اردو زبان میں یہ قرآن کا دوسرا ترجمہ ہے" یہ ترجمہ بھی بلامتن ہے، چونکہ انجیل مقدس کے اصل متن کی عدم دستیابی کی بناء پر مسیحیوں نے انجیل کے لاطینی یا انگریزی ترجمہ پر ہی اکتفاء کیا، غالباً اسی وجہ سے مسیحی اہل قلم نے قرآن کو بھی بلامتن پیش کرنے کی کوشش کی۔ مسلم عقیدہ کے مطابق قرآنی الفاظ منزّل من اللہ ہیں اور کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے متن قرآن کو تقدس اور احترام کا درجہ حاصل ہے، لیکن مذکورہ بالا ترجمہ کو دیکھ کر قرآنی احترام اور تقدس کا احساس مفقود ہو جاتا ہے۔کیونکہ مسیحی عقیدہ ہے کہ انجیل کے الفاظ من وعن الہامی نہیں بلکہ ان الفاظ کو

---

* ایم فل سکالر شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

انسانی الفاظ میں ڈھالا گیا ہے، مسیحیوں کے نزدیک الہامی الفاظ کے اہم نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کے تراجم کو بلا متن شائع کیا چونکہ مسلمانوں کے ہاں بلا متن ترجمے کا رواج نہ تھا لہذا اسے کوئی پذیرائی مل نہ سکی۔

پادری احمد شاہ کا یہ ترجمہ قرآن مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ مسیح منادین کے لیے کیا گیا تھا۔ ان کے نزدیک اس دور کے مسلم تراجم قرآن مسلک پرستی کے حامل اور بامحاورہ نہ ہونے کی وجہ سے غیر مسلموں کے لیے دشواری اور الجھنوں کا باعث تھے، اسی عمومی رویہ کو دیکھتے ہوئے پادری احمد شاہ نے مسیحی منادین کے لیے بامحاورہ ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔

پادری احمد شاہ مسلم تراجم قرآن کا نقص بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ہر مترجم اپنی سوچ اور فکر کا پابند ہو کر قرآن کا ترجمہ کرتا ہے اور ہمارے لیے یہ تراجم نہ صرف بیکار بلکہ الجھنوں میں ڈالنے والے ہیں، مجھ کو مسیحی منادون کے لیے خاص طور سے محسوس ہوا کہ ایک ایسے ترجمے کی ضرورت ہے جو اردو مین عربی قرآن کو لفظ بلفظ اور حتی الامکان بامحاورہ ادا کر دے۔"(۱)

مترجم نے التماس میں چند امور کو زیر خیال رکھنے کا دعوی کیا ہے۔

۱۔ جہان تک ممکن ہو بیرونی الفاظ نہ ملائے جائین۔

۲۔ زبان بامحاورہ ہو، عربی الفاظ کی ترتیب جہان تک ممکن ہو قائم رہے۔

۳۔ جو الفاظ عربی زبان کے اردو مین رواج پا گئے ہین ان کا ترجمہ نہ کیا جائے، ان کی اصلی حالت قائم رہے۔

۴۔ شان نزول جن پر محمدی علماء کا اتفاق ہے بطور تحت حاشیہ اسباب وحی مین درج کر دیئے جائین۔

۵۔ کسی امر متنازیہ پر کسی خاص فرقہ کی تائید نہ کی جائے بلکہ ناظرین خود اس سے اپنے لیے نتیجہ نکال لین

۶۔ ترجمہ مین تعصب اور ذاتی رائے سے کام نہ لیا جائے۔

۷۔ ایک مقدمہ وسیع پیمانہ پر لکھا جائے جس مین قرآن کے نزول، اس کی ترتیب اور اسکی تعلیمات پر تنقیدی نگاہ ڈالی جائے۔(۲)

فارسی اور عربی الفاظ کو کم جگہ دینے کی وجہ قرآنی اصطلاحات وتراکیب کے ترجمہ میں عبارت کا حسن ماند پڑ گیا ہے۔اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا کہ شان نزول پر پھر وہ آیات جن کا تعلق مسلم مفسرین نے یہود سے جوڑا ہے ان کے بارے میں حاشیہ آرائی کی جائے جبکہ مترجم قرآن کے مخاطب اہل کتاب کے بڑے گروہ یعنی عیسائیوں سے متعلق بیانات کا فقط ترجمہ کر کے خاموشی سے آگے گزر جاتے ہیں اور صرف اپنے مفید مطلب مقام پر حاشیہ آرائی کرتے ہیں بطور محشی اہم مقام پر اپنی ذمہ داری سے گریز کرتے ہیں۔

پادری احمد شاہ صاحب نے اپنے عیسائی ہونے کا ذکر کہیں نہیں کیا کہ وہ پہلے مسلمان تھے اور پھر کس وجہ سے عیسائی ہوئے؟ البتہ امداد صابری نے مولانا محمد عثمان فارقلیط کے حالات زندگی بیان کیے ہیں اور مولانا کے مختلف مسیحی پادریوں سے مناظروں کا ذکر کیا۔ لکھتے ہیں:

"بہت سی مرتبہ پادری احمد مسیح جونابینا تھے اور حافظ قرآن بھی تھے اور مسلمان سے عیسائی ہوئے تھے۔ وہ مولنٰا موصوف کے مدلل جواب کے بعد خاموش ہو جاتا تھا، مناظرہ کے بعد کہتا تھا کہ مولنٰا میں اب بھی مسلمان ہوں پیٹ بھرتا ہوں مجبوراً عیسائی بنا ہوں۔"(۳)

بطور مسیحی مبلغ

۱) ۱۹۱۱تا ۱۹۱۶ءپادری احمد شاہ Continution(مسلسل) کمیٹی کے ممبر رہے۔ (۴)

۲) انجیل کی تبلیغ کے لیے بھی دوسرے پادریوں کے ساتھ پادری احمد شاہ کو مقرر کیا گیا۔(۵)

۳) جمعرات ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ کو دن ۱۱ بجے سے دوپہر ۲ تک ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہ بات زیر بحث لائی گئی کہ مسلمانوں کے درمیان کام کرنے کے لیے مشنریوں کی تربیت کے لیے کیا کیا اقدام کرنے چاہیے اوراس کے لیے مسلمانوں کا عملی میدان میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اس کا تحقیقی خاکہ بھی پادری احمد شاہ نے ہی پیش کیا، جو کہ ذیل ہے۔(۶)

پادری احمد شاہ کے اردو ترجمہ کا تنقیدی جائزہ

درج ذیل نکات میں ان کے ترجمہ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ترجمہ قرآن میں کیا اسلوب اپنایا ہے اور کن چیزوں پر توجہ دی ہے اور کن چیزوں سے صرف نظر کیا ہے۔

تسمیہ کے ترجمہ میں تغیر و تبدل

پادری احمد شاہ نے تمام سورتوں کے شروع میں تسمیہ کا ترجمہ "نہایت مہربان بڑے رحم والے اللہ کے نام سے" کیا ہے جبکہ سورت فاتحہ کے شروع میں تسمیہ کا ترجمہ "نہایت مہربان اور بڑے رحم والے اللہ کے نام سے" کرتے ہوئے "اور" کا اضافہ کیا ہے جو کہ درست نہ ہے کیونکہ تسمیہ میں کہیں بھی "و" نہ ہے جبکہ پادری صاحب نے اپنی طرف سے ہی "و" کا تصور کرتے ہوئے "اور" کا اضافہ کر کے معنی و مفہوم تبدیل کیا ہے۔(۷)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نہایت مہربان بڑے رحم والے اللہ کے نام سے (پادری احمد شاہ)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں (تھانوی)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا (احمد رضا)

"و" کے معانی میں تبدیلی

پادری صاحب نے التماس میں اس بات کو بھی ضروری سمجھا تھا کہ ترجمہ میں تعصب اور ذاتی رائے سے کام نہیں لیا جائے گا لیکن زیادہ دُور نہیں گئے کہ سورۃ الفاتحہ کی ذیل آیت میں "و" کا ترجمہ "یا" کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "نہ اون کی راہ پر جن پر تیرا غضب ہوا یا جو بھٹک گیے" جو کہ سراسر غلط ہے کیونکہ یہاں "و" عاطفہ ہے۔

{صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ } (۸)

ہان اون کی راہ پر جن پر تو نے فضل کیا، نہ اون کی راہ پر جن پر تیرا غضب ہوا یا جو بھٹک گیے۔(پادری احمد شاہ)

رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔(تھانوی)

راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا (احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت میں مترجم نے "و" کا ترجمہ اور کی بجائے "یا" کرتے ہوئے نصاریٰ کو مستثنیٰ کرنے کی واضح کوشش ہے کیونکہ { الْمَغْضُوب } سے یہودی اور { الضَّالِّينَ } سے نصاریٰ مراد ہیں۔ (۹)

مذکورہ بالا آیت میں "واوَ" کا معنی یا کیا اور ذیل آیت مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کا معنی "مگر" کیا ہے

خُذُواْ مَآ ءَاتَيْنَـٰكُم بِقُوَّةٍ وَٱسْمَعُواْ ۖ قَالُواْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (۱۰)

جو ہمنے تمکو دیا ہے اسکو مضبوط پکڑے رہو اور سنو وہ بولے ہمنے سن لیا مگر سرکشی کی (احمد شاہ پادری)

لو جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں ہمت (اور پختگی) کیساتھ اور سنو اسوقت انہوں نے زبان سے کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا اور ہم سے عمل نہ ہو گا۔ (تھانوی)

لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا۔ (احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت میں پادری احمد شاہ نے {وَعَصَيْنَا} کا ترجمہ (مگر سرکشی کی) کیا جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ اس میں واوَ عاطفہ ہے جس کا معنی "اور" کرنا چاہیے تھا لیکن واوَ کا معنی "مگر" کرکے پادری صاحب نے {قَالُوا سَمِعْنَا} کی نفی کردی کہ ہم نے سنا بھی نہیں ہے، حالانکہ زبان سے تو کم از کم وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنا مگر پادری صاحب یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ انہوں سنا بھی اور نافرمانی بھی کی۔

"او" کا معنیٰ "اور" کرنا

پادری احمد شاہ نے اکثر مقامات پر "او" کا معنیٰ "اور" یا پھر "و" کا معنیٰ "یا" ترجمہ کیا ہے جیسا کہ ذیل آیت سے عیاں ہے۔

{ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى } (۱۱)

یہود و نصاریٰ تھے۔ (پادری احمد شاہ)

یہود یا نصاریٰ تھے۔ (تھانوی)

یہودی یا نصرانی تھے۔ (احمد رضا)

پادری صاحب نے {کَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى} میں لفظ "او" کا معنی "اور" کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہود و نصاری سب ایک ہی ہیں۔

اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش

پادری صاحب نے نزول وحی کا اشارہ اپنی طرف کرتے ہوئے اپنے آپ کو نبی ثابت کرنا چاہا ہے، جیسا کہ ذیل آیت کے ترجمہ سے عیاں ہے۔

{ ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَۚ } (۱۲)

رسول اُس شے پر ایمان لایا جو اُسکے رب کی طرف سے ہمپر نازل ہوئی۔(پادری احمد شاہ)

اعتقاد رکھتے ہیں رسول (ﷺ) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور مؤمنین بھی۔(تھانوی)

رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے۔(احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت میں مترجم نے {بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ} کا ترجمہ "جو اُسکے رب کی طرف سے ہمپر نازل ہوئی" کر کے واضح تحریف کی کیونکہ إِلَيْه میں "ہ" ضمیر کا مرجع رسول اللہ ﷺ کی ذات ہیں یعنی جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں لیکن پادری صاحب نے إِلَيْهِ میں "ہ" ضمیر کو اپنی طرف پھیرتے ہوئے ترجمہ یہ کیا کہ "جو ہمپر نازل ہوئی" اس پر رسول ایمان لائے جو کہ سراسر غلط اور اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کوشش کی ہے کہ اس پر ایمان لاؤ "جو اُسکے رب کی طرف سے ہمپر نازل ہوئی" اس پر رسول ایمان لائے ایسا ترجمہ کرنا بالکل درست نہیں ہے۔

معنی مثبت کو منفی میں تبدیل کرنا

کئی مقامات پر پادری احمد شاہ نے ترجمہ قرآن کرتے ہوئے معنی مثبت کو منفی میں تبدیل کر دیا ہے اور منفی کو مثبت میں تبدیل کیا ہے، جیسا کہ ذیل آیت کے ترجمہ سے بھی عیاں ہے۔

{ قَالُواْ لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالاً لَّٱتَّبَعۡنَٰكُمۡ } (۱۳)

وہ بولے کہ اگر ہم لڑنا ہی جانتے تو تمہارا ساتھ ہی نہ دیتے۔(پادری احمد شاہ)

وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔(تھانوی)

اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔(احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت کے ترجمے کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ اس آیت میں مترجم نے {لَاتَّبَعْنَاكُمْ} میں "لام جواب لو" کو "لا" نافیہ" میں تبدیل کر کے واضح تحریف کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے "تو تمہارا ساتھ ہی نہ دیتے" حالانکہ اس میں کوئی "لا" نافیہ نہیں ہے۔

{وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ} (۱۴)

اور تم بد ذاتی کام کر رہے تھے۔(پادری احمد شاہ)

اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔(تھانوی)

اور تم ظالم تھے۔(احمد رضا)

مذکور بالا آیت میں بھی پادری احمد شاہ نے {ظَالِمُونَ} کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ کیونکہ ظَالمون ظُلما سے بنا ہے جس کا معنی ہے "ظلم کرنا" اور {ظَالِمُونَ} جمع اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہو گا "ظلم کرنے والے" جبکہ پادری صاحب نے اپنی مرضی سے یہاں "بد ذاتی کام کر رہے تھے" ترجمہ کر کے اپنی ہی تحریر کردہ لغت کی کتاب کی بھی خلافت ورزی کی جس میں پادری صاحب نے {ظَالِمُونَ} کا ترجمہ "بے رحم لوگ"(Unjust People) کیا ہے۔(۱۵)

فصاحت وبلاغت

بلاغت کے لفظی معنی پہنچنے کے ہیں، جیسے جب کوئی اپنی مراد کو پہنچ جائے تو کہتے ہیں:

"بلغ فلان مراده"

"فلاں شخص اپنی مراد کو پہنچ گیا"

بلاغت کلام کا مطلب ہے کہ جو کلام کانوں میں رس گھولے اور دل کو متاثر کرے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب بھی کوئی بات موقع محل کے مناسب ہو گی اس میں بلاغت ہو گی۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کی مثال پر غور کیجیے! دنیا کی کوئی کتاب تعارفی خطبے سے خالی نہیں ہوتی، پس سورۃ الفاتحہ تمہیدی خطبے کی مانند ہے اس لیے اس کا نام بھی "الفاتحہ" ہے پھر ہر کام کی ابتداء حمد و ثناء سے ہونا شعائر اسلام میں سے ہے اور اسی

طرح ہر کام کے اختتام پر دعا کا ہونا بھی مستحسن ہوتا ہے "سورۃ فاتحہ" میں یہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ آغاز کتاب سے کتاب کے مطالعہ کے فوائد بتا دینا حسن کلام کی دلیل ہوتی ہے، لیکن مترجم نے الفاظ کے ہیر پھیر اور آیات قرآنی میں سے کچھ الفاظ کے ترجمہ نہ کر کے کلام الہیٰ کے حسن میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، جو کہ درست طریقہ نہیں ہے۔

{ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ لَا رَيۡبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِينَ } (۱۶)

اس کتاب مین کوئی شک نہین ہے متقیون کے لیے رہنما ہے۔(پادری احمد شاہ)

یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں راہ بتلانے والی ہے اللہ سے ڈرنے والوں کو (تھانوی)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو (احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت میں پادری صاحب نے {ذَلِكَ الْكِتَابُ} میں ذَلِكَ جو کہ اشارہ بعید کے لیے ہوتا ہے جبکہ پادری صاحب نے یہاں اس کو قریب کے لیے استعمال کرتے ہوئے ترجمہ کیا کہ "اس کتاب" میں کوئی شک نہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ یہاں ذَلِكَ اشارہ بعید لانے میں حکمت یہ ہے کہ یہ وہی کتاب ہے جس کا تذکرہ تورات وانجیل میں کر دیا گیا تھا پھر {لَا رَيْبَ فِيهِ} کے الفاظ سے سمجھا دیا گیا کہ اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کی شرط یہ ہے کہ دل میں شک نہ ہو۔ مگر پادری صاحب نے اشارہ قریب سے ترجمہ کیا کیونکہ ان کے دل میں شک تھا اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ وہ کتاب نہیں کہ جس کا ذکر تورات وانجیل میں کیا گیا تھا۔ اور اگر اشارہ بعید مراد لیتے پھر تورات وانجیل کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے قرآن مجید پر ایمان لانا پڑتا تھا، اس لیے مترجم نے یہاں اشارہ قریب مراد لیتے ہوئے ترجمہ "اِس کتاب مین کوئی شک نہین" کر کے عیسائیوں کو یہ بتایا کہ یہ وہ کتاب نہیں جس کا ذکر تورات وانجیل میں بلکہ یہ کوئی اور کتاب ہے۔

{خَتَمَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمۡ وَعَلَىٰ سَمۡعِهِمۡۖ وَعَلَىٰٓ أَبۡصَٰرِهِمۡ غِشَٰوَةٌ } (۱۷)

اللہ نے اون کے دلوں پر مہر کر دی اور اون کے کانوں پر اور اون کی آنکھوں پر پردہ ہے (پادری احمد شاہ)

بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے (تھانوی)

اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے (احمد رضا)

مترجم نے تھانوی صاحب کو کاپی کرتے ہوئے {وَعَلَى سَمْعِهِمْ} کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ واضح نہیں کیا کہ اس کا تعلق {خَتَمَ کے ساتھ ہے یا{غِشَاوَةٌ } کے ساتھ ہے اگر آیت کا ترجمہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے مطابق کر دیا جاتا کہ تو اس کو مبہم رکھنے سے زیادہ بہتر ہوتا۔

جیسا کہ قرآن مجید کی ذیل آیت مبارکہ سے بھی واضح ہو رہا ہے۔

{خَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِۦ وَقَلْبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَـٰوَةً } (۱۸)

اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا (احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت کا مطالعہ کرنا چاہیے تھا جس سے واضح ہو رہا ہے کہ سماعت اور دل کا تعلق {خَتَمَ} کے ساتھ اور بصارت کا تعلق {غِشَاوَةً } کے ساتھ ہے۔اس لیے مترجم اگر مولانا احمد رضا کے مطابق ترجمہ کرتے تو درست تھا۔

ترجمہ قرآن کرنے کا قاعدہ

(الف) "مکر یا خداع" کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے معنی دھوکا یا فریب نہ ہوں گے، کیونکہ یہ عیب ہیں بلکہ اس کے معنی ہوں گے دھوکہ کی سزا دینا یا خفیہ تدبیر کرنا۔

(ب) اسی طرح جب اس کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو "مکر" کے معنی دھوکا، مکاری، دغا بازی اور "خداع" کے معنی فریب ہوں گے۔ (۱۹)

پادری صاحب نے مذکورہ بالا قاعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ذیل آیات کا ترجمہ کیا ہے۔

{ وَمَكَرُواْ وَمَكَرَ ٱللَّهُ } (۲۰)

انھون نے مکر کیا اللہ نے بھی مکر کیا۔(پادری احمد شاہ)

اوران لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی۔(تھانوی)

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی۔(احمد رضا)

مترجم نے مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے دو جگہ پر "و" آئی ہے جن کا ترجمہ نہیں کیا اور دوسرا{ مَكَرَ اللَّهُ} کا ترجمہ "اللہ نے بھی مکر کیا" کیا ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ ہر جگہ الفاظ کا ترجمہ اُس

جگہ کی مناسب سے کرنا چاہیے، جیسا کہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے واقعی{مَكَرَ اللَّهُ} کا ترجمہ درست نہ کیا ہے، اور اسی طرح قاعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ذیل آیت کا ترجمہ بھی درست نہ کیا ہے۔

{ إِنَّ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَهُوَ خَٰدِعُهُمۡ } (۲۱)

منافق تو گویا اللہ کو دھوکا دے رہے ہین۔ اور اللہ انھین دھوکا دے رہاہے۔ (پادری احمد شاہ)

بلا شبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں۔ (تھانوی)

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا (احمد رضا)

اس آیت میں بھی مترجم نے مذکورہ بالا قاعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے {وَهُوَخَادِعُهُمْ} کا ترجمہ "اور اللہ انھین دھوکا دے رہاہے۔" کیا جو کہ درست نہیں کیونکہ "خداع" کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو پھر اس کا ترجمہ "دھوکہ کی سزا دینا یا خفیہ تدبیر کرنا" چاہیے تھا نہ کہ "اللہ انہیں دھوکا دے رہاہے"۔

سورتوں کے نام میں تبدیلی

پادری احمد شاہ نے سورتوں کی مروجہ ترتیب کو بدلتے ہوئے ابتداء میں "فہرست سورت ہائے قرآن معہ نمبر شمار و صفحہ" کے عنوان کے تحت باعتبار حروف تہجی تین کالموں میں دو صفحات پر مشتمل قرآنی سورتوں کی فہرست دی ہے۔ پہلے کالم میں بلحاظ ترتیب توقیفی سورۃ نمبر، دوسرے کالم میں نام سورۃ ہائے اور تیسرے کالم میں صفحہ نمبر دیا ہے ۔ پہلا اندراج سورۃ ابراہیم اور آخری اندراج سورۃ یونس کا ہے جو کہ مسلمانوں کی مروجہ ترتیب کے برعکس ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔

مترجم نے ہر سورۃ کے شروع میں سورۃ نمبر، نام سورۃ، مکی / مدنی اور تعداد رکوع و آیات درج ہیں۔

اسماء سور میں "ال" نہیں لکھا اور مروجہ اسمائے سور کی بجائے ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ مثلاً

سورہ بقرہ کی بجائے، سورہ بقر مدنی ۴۰ع آیات ۲۸۶ (۲۲)

سورہ نسا (عورتین) مدنی میں ۲۴ع آیات ۱۷۵ (۲۳)

سورہ مائدہ (دستر خوان) مدنی ۱۶ع آیات ۱۲۰ (۲۴)

سورہ انعام (چوپائے) مکی ۲۰ع آیات ۱۶۵ (۲۵)

سورہ اعراف (معرفت) مکی ۲۴ع آیات ۲۰۵ (۲۶)

سورہ انفال (مال غنیمت) مدنی ۱۰ع آیات ۷۶ (۲۷)

سورہ رعد (کڑک) مکی ۶ع آیات ۴۳ (۲۸)

لفظی و معنوی تحریف

پادری صاحب نے کے معانی کے ساتھ ساتھ الفاظ کو بھی تبدیل کیا ہے جیسا کہ ذیل آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظی اور معنوی تحریف کی ہے۔

وَٱدۡخُلُواْ ٱلۡبَابَ سُجَّدٗا وَقُولُواْ حِطَّةٞ (۲۹)

اور پھاٹک مین سجدہ کرتے ہوئے اور حنطۃ کہتے ہوے داخل ہو (پادری احمد شاہ)

اور دروازے میں داخل ہونا (عاجزی سے) جھکے جھکے اور (زبان سے) کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) (تھانوی)

اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں (احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے پادری صاحب یہود و نصاریٰ کو نہیں بھولے یہاں انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس آیت میں لفظی اور معنوی تحریف کی ہے۔ جیسا کہ ذیل عبارات سے واضح ہو رہا ہے۔ اور ویسے بھی "باب" کے معنی "دروازہ" کے ہیں نہ کہ "پھاٹک" کے ایسا معنی بیان کرنا تحقیر و تنقیص کے مترادف ہے، جیسا کہ ذیل عبارت سے بھی واضح ہو رہا ہے۔

{وَقُلْنَا لَهُمُ ادخلوا الباب سُجَّداً } ----- فدخلوا يزحفون على أستاههم ، وهم يقولون حنطة في شعرة (۳۰) [حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن آدم ثنا بن مبارك عن معمر عن همام بن منبه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه و سلم في قوله عز و جل{ ادخلوا الباب سجدا} قال دخلوا زحفا وقولوا { حطة } قال [بدلوا فقالوا حنطة في شعرة](۳۱)

وراثت میں عورتوں کے حصوں کو حذف کر دیا

حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد سے پہلے عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، اسلام نے عورتوں کو جو حقوق اور عزت بخشی ہے وہ کسی مذہب نے نہیں دی، عیسائیت کے پیروکار

مساوات کا درس دینے والے پادری احمد شاہ نے ترجمہ قرآن کرتے وقت جہاں عورتوں کے لیے جائیداد میں حصہ مقرر کیا گیا ہے اس کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ جیسا کہ ذیل آیات کے تراجم سے عیاں ہو رہا ہے۔

{ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَٰلِدَانِ وَٱلْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَٰلِدَانِ وَٱلْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا } (۳۲)

مردونکا مان باپ اور قرابت مندونکے چھوڑے ہوئے مین سے حصہ ہے خواہ چھوڑا ہو تھوڑا ہو یا بہت مقررہ حصہ ملے گا۔(پادری احمد شاہ)

مردوں کیلئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں اور عورتوں کیلئے بھی حصہ ہے اس چیز میں جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی۔(تھانوی)

مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت، حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔(احمد رضا)

مترجم نے مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے {وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ} کا ترجمہ نہ کرکے وراثت میں سے عورتوں کے حصوں کو حذف کر دیا، اور ذیل آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی عورتوں کے حصوں کو حذف کر دیا ہے۔

{ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُۥ وَلَدٌ وَوَرِثَهُۥٓ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ ٱلثُّلُثُ } (۳۳)

پھر اگر کوئی اسکے بیٹا نہ ہو۔ اور وارث مان باپ ہون تو اسکے مال کا تیسرا حصہ ہے۔(پادری احمد شاہ)

اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے۔(تھانوی)

اگر میت کے اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔(احمد رضا)

مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے {وَلَدٌ} کا ترجمہ "بیٹا" کیا ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ اس سے بیٹا ترجمہ کرنے سے بیٹیاں خارج ہو گئی یہاں اس کا ترجمہ "اولاد" کرنا چاہتے تھا۔ جیسا کہا تھانوی صاحب اور اعلیٰ حضرت نے کیا ہے اور اسی طرح {فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ} میں سے {فَلِأُمِّهِ} کا ترجمہ ہی نہیں کیا جس سے کوئی عیاں نہیں ہو رہا کہ تہائی حصہ کس کا ہے۔

اللہ کو معبود ماننے سے انکار

عقیدہ تثلیث کے پیروکار پادری احمد شاہ اکثر مقامات پر خدا کو معبود ماننے سے منحرف دیکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ ذیل آیات کے تراجم سے عیاں ہے۔

إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ (۳۴)

اللہ تو صرف ایک ہے۔ (پادری احمد شاہ)

معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ (تھانوی)

اللہ تو ایک ہی خدا ہے (احمد رضا)

مذکور بالا آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی مترجم نے {إِلَهٌ} کا ترجمہ نہیں کیا اور ویسے بھی مترجم جہاں پر {إِلَهٌ} کا لفظ آتا ہے اکثر مقامات پر اس کا ترجمہ نہیں کرتے اور اگر ترجمہ کرتے بھی ہیں تو "اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں" جیسا کہ ذیل آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

{ وَمَا مِنْ إِلَـٰهٍ إِلَّا ٱللَّهُ } (۳۵)

اللہ کے سواء کوئی اللہ نہیں۔ (پادری احمد شاہ)

مذکورہ بالا دونوں آیات کے تراجم میں پادری صاحب نے اللہ کو معبود ماننے سے انکار کیا ہے۔

خود ساختہ سبب نزول

التماس میں پادری صاحب نے نمبر ۴ پر اس بات کو ضروری سمجھا تھا کہ شان نزول جن پر محمدی علماء کا اتفاق ہو گا وہی بیان کیے جائیں گے، مگر شان نزول بیان کرتے ہوئے اپنی ہی باتوں سے منحرف دیکھائی دیتے ہیں۔

{ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَـٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا۟ مُهْتَدِينَ } (۳۶)

یہ لوگ جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔

پادری صاحب نے مذکورہ بالا آیت کا خود ساختہ سبب نزول بیان کیا، جو کہ ذیل ہے۔

"دعوئے نبوت سے پہلے محمد صاحب خود صیغہ تجارت مین مشغول تھے ممکن ہے اس سے یہ خیال پیدا ہوا ہو"(۳۷)

حالانکہ پادری صاحب التماس میں اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ شان نزول جن پر علمائے دین متفق ہیں وہی سبب نزول کے طور پر بیان کریں گے جبکہ مذکورہ بالا آیت کے سبب نزول کو اپنی طرف سے بیان کر کے تحریف کرنے کی واضح کوشش کی ہے۔

مساجد میں اللہ کی عبادت سے روکنا

اکثر مقامات پر پادری صاحب یہود ونصاریٰ کی پاس داری کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ ذیل آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے پادری صاحب نے غیر راجح قول کو ترجیح دی:

{ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَـٰجِدَ ٱللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا ٱسْمُهُۥ وَسَعَىٰ فِى خَرَابِهَآ } (۳۸)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔

مذکورہ بالا آیت کا شان نزول پادری صاحب نے کچھ یوں بیان کیا" بوقت جنگ حدیبیہ یعنی ۶ ھ میں مکہ کے لوگوں نے محمد صاحب کو کعبہ داخل ہونے سے منع کیا تھا۔"

مذکورہ بالا آیت کا شان نزول پادری صاحب نے درست بیان نہ کیا ہے کیونکہ حدیبیہ کے مقام پر صلح ہوئی تھی جنگ نہیں ہوئی تھی اور دوسرا پادری صاحب نے اپنی طرف داری کرتے ہوئے غیر راجح قول کو بیان کر دیا اور اور راجح قول کو بیان نہیں کیا حالانکہ مذکورہ بالا آیت کے بارے میں دو قول ہیں جن میں سے اول قول کو امام جریر راجح قرار دیتے ہوئے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

راقم نے دونوں اقوال بیان کر دیئے ہیں تا کہ دونوں واضح ہو سکیں۔

عن مجاهد في قول الله (ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها) ، النصارى كانوا يطرحون في بيت المقدس الأذى ، ويمنعون الناس أن يصلوا فيه.عن قتادة قوله أولئك أعداء الله النصارى ، حملهم بغض اليهود على أن أعانوا بختنصر البابلي المجوسي على تخريب بيت المقدس. (۳۹)

(پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد عیسائی ہیں، جیسا کہ) مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں جو بیت المقدس میں گندگی پھینکتے تھے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔ قتادہ نے بیان کیا ہے: کہ اس سے مراد اللہ کے دشمن نصاری ہیں، جنہوں یہود کے بغض کی وجہ سے بخت نصر بابلی مجوسی کی بیت المقدس کو ویران کرنے میں مدد کی۔

قال ابن زيد في قوله (ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكرفيها اسمه وسعى في خرابها)، قال هؤلاء المشركون، حين حالوا بين رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية وبين أن يدخل مكة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وقالوا لا يدخل علينا من قتل آباءنا يوم بدر۔ (۴۰)

(دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں) ابن زید نے اللہ کے اس قول کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رسول ﷺ عمرہ کرنے کے ارادہ سے (چودہ سو اصحاب) کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے آپ کو روک لیا اور عمرہ کرنے کے لئے مسجد حرام میں جانے نہیں دیا۔۔۔۔۔۔اور انہوں نے کہا جن لوگوں نے ہمارے ہمارے آباء واجداد کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا ہم ان کو مسجد حرام میں حج اور عمرہ کے لئے نہیں جانے دیں گے۔

مذکورہ بالا دونوں اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے عیسائیوں کے اعمال چھپانے کے لئے دوسرا قول بیان کیا ہے، حالانکہ مشرکین مکہ کا آپ ﷺ کو حدیبیہ کے مقام پر روکنے کا مقصد مسجد حرام کو برباد کرنا نہ تھا بلکہ وہ مسجد حرام کی تعمیر کرنے والے اور اس پر فخر کرنے والے تھے اس لئے آیت کا روئے سخن بخت نصر مجوسی کی طرف ہی متوجہ ہے جو عیسائیوں کے ساتھ ملکر بیت المقدس کو ویران اور برباد کرنے کے لئے اس میں گندگی ڈالتاا اور بنو اسرائیل کے مومنوں کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتا تھا۔

نصاریٰ نجران کو دعوت مباہلہ کی تفصیل

نجران کے عیسائیوں کو جب مباہلے کی دعوت دی گئی تو اس حوالے سے پادری احمد شاہ نے جو مفہوم لیا اس میں بھی عیسائیت کی پاسداری کرتے ہوئے معانی بدل دیئے جیسا کہ درج ذیل آیت کے ترجمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

{ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا۟ نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَـٰذِبِينَ (۴۱)

پھر اے محبوب! جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں، پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے پادری صاحب کہتے ہیں:

"یہ اشارہ اس سفارت کی طرف ہے شاہ نجران مسیحی نے اپنے بشپ کے ہمراہ محمد صاحب کے پاس مدینہ بھیجی تھی سفارت نے یہ طے کر لیا تھا کہ ہم جزیہ دینگے۔"(۴۲)

پادری صاحب نے اپنے مطلب تک محدود رہتے ہوئے درست اشارہ نہیں کیا بلکہ درست تفصیل درج ذیل ہے۔

نجران کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے وفد سے پہلے اس پر دلائل پیش کئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے ہیں اور اس مسئلہ میں عیسائیوں کے تمام شبہات کو مکمل طور پر زائل کیا، اور جب نبی ﷺ نے یہ دیکھا کہ وہ ہٹ دھرمی سے کسی دلیل کو نہیں مان رہے تو انہیں عاجز کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی اور ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔

امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری متوفی ۴۵۸ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نجران کے کو مباہلہ کرنے کے لئے بلایا۔

رسول اللہ ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اور حضرت حسن

رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے نکلے اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نصاریٰ کے سردار اسقف نے کہا اے نصاریٰ کی جماعت، میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ ان کی دعا قبول کر کے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا سو تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہیں بچے گا، پھر انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور اپنے علاقہ میں واپس چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اللہ کا عذاب اہل نجران کے نزدیک آ چکا تھا، اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا اور ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور اہل نجران کو ملیامیٹ کر دیا جاتا حتی کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے تمام عیسائی فنا کی گھاٹ اتر جاتے۔(۴۳)

خلاصہ بحث

مذکورہ بحث سے یہ نکات اخذ کئے جا سکتے ہیں کہ دیگر علاقوں کی طرح پاک وہند میں بھی مسیحی مشنری ادارے عقائد کی بجائے سماجی خدمات کے ذریعے اپنے مذہب کو ترجیح دیتے ہیں۔ مسیحی لٹریچر میں اپنے مذہب کی دعوت و تبلیغ کے بارے میں تحریر نسبتاً کم جبکہ ہندو مت اور خصوصاً اسلام کی تنقید و تکذیب پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ مسیحی اہل قلم نے خصوصاً قرآن وسنت کو اپنی تحریر کا موضوع بنایا اور مقدس ہستیوں کو زیر بحث لائے ہیں۔ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر کے علاوہ علوم القرآن مثلاً اعجاز قرآن، جمع تدوین قرآن، تعلیمات قرآن پر نقد کرتے نظر آتے ہیں۔

انہیں میں سے پادری احمد شاہ بھی ایک ہے جنہوں نے دفاع بائبل میں کئی مقامات پر قرآنی الفاظ یا پھر پوری پوری آیت کا تحریفانہ انداز میں ترجمہ کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے اور پھر غیر مستند اور من گھڑت روایات لاکر قرآن مجید کو غیر الہامی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ویسے بھی الفاظ کی گہرائی اور زبان کی باریکیوں کے بارے میں عدم واقفیت کی بناء پر مترجم اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ مسیحی منادین کو

قرآنی تعلیمات سے آشنا کروانے کی غرض سے کیا گیا یہ ترجمہ قرآن، مسلم افکار کی درست تصویر کشی نہیں کرتا مترجم کے پیش نظر قرآنی مضامین کو مخصوص زاویہ نگاہ سے دیکھنے کی بناء قاری کے سامنے اس کاوش کی علمی وقعت کو بہت حد تک کم کر دیا ہے، یہ کہنا کوئی غلط نہ ہو گا کہ مخصوص روش کی بناء پر یہ ترجمہ عام مسلم قاری کے لیے نہیں کیونکہ یہ عربی سے ناآشنا مسیحی منادین کے لیے کیا گیا ہے۔

آخر میں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ عصر حاضر بین المذاہب مکالمہ کا دور ہے اور اس کا رجحان مناظراتی و تنازعاتی کی بجائے مکالماتی ہے۔ وطن عزیز میں مسلمانوں کے دوسرے بڑے مذہبی پڑوسی مسیحی ہیں، موضوع ہذا پر تحقیق کے نتیجہ میں فریقین خرد و دانش کے سامنے درج ذیل سفارشات کی جاتی ہیں:

۱) وسیع الظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے علمی بنیادوں پر جدید اصول تحقیق و تنقید کی روشنی میں ایک دوسرے کے عقائد افکار اور لٹریچر کا جائزہ لیں تا کہ ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملے اور موجود تنگ نظری و تعصب اور بغض، باہمی الفت و یگانگت میں ڈھل جائے تا کہ گلوبل دنیا کے سب سے بڑے دو گروہ باہم مل جل کر موجودہ دنیا میں فلاح و نجات کے منصوبوں کو پروان چڑھا سکیں۔

۲) ترجمہ کی صورت میں کتب سماویہ کو اصل حالت میں رکھ کر ہی ایک دوسرے مذاہب کے مذہبی پیروکاروں کے سامنے پیش جائے تا کہ کلام الہیٰ میں کسی قسم کی تحریف نہ ہو۔

۳) ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال کر اللہ رب العزت، انبیاء اور کتب سماویہ کے تقدس کو پامال نہ کیا جائے۔

حوالہ جات و حواشی

[1] احمد شاہ، پادری، ترجمۃ القرآن، زمانہ پریس، کانپور، انڈیا، ۱۹۱۵ء، زیر عنوان، التماس صفحہ بدون نمبر شمار

[2] ایضاً

[3] فرنگیوں کا جال، امداد صابری، چوڑیوالان دہلی، ناشر علی محمد شیر میوات، درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ، مہندیاں دہلی، ۱۸ جنوری ۱۹۷۹، ص ۵۸۱

[4] Lucknow,۱۹۱۱,The Christian Literature Society For India,London, Madkas Colombo,۱۹۱۱,P۱۳.

[5] Lucknow,۱۹۱۱,P.۲۴

[6] ایضاً، ص ۲۷

[7] احمد شاہ، ترجمۃ القرآن،، ص: ۱

[8] القرآن، الفاتحہ ۱: ۷

[9] قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی (متوفی ۶۶۸ھ) الجامع الاحکام القرآن قرطبیؒ، طبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ایران ۱۳۸۷ھ، ج۱، ص ۱۴۹

[10] البقرہ ۲: ۹۳

[11] ایضاً، ۱۴۰

[12] ایضاً، ۲۸۵

[13] آل عمران ۳: ۱۶۷

[14] ایضاً، ۵۱

[15] احمد شاہ، پادری، مفتاح القرآن، بک ہاؤس لاہور، پاکستان، ج۱، ص ۵۸

[16] البقرہ ۲: ۲

[17] ایضاً، ۷

[18] الجاثیۃ ۴۵: ۲۳

[19] غلام نصیر الدین، اصول ترجمہ و تفسیر القرآن، فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار، لاہور، ص ۲۶

[20] آل عمران ۳: ۵۴

[21] النساء ۴: ۱۴۲

[22] احمد شاہ، ترجمۃ القرآن، ص ۲

[23] ایضاً، ص ۶۶

[24] ایضاً، ص ۹۰

[25] ایضاً، ص ۱۰۸

[26] ایضاً، ص ۱۲۶

[27] ایضاً، ص ۱۴۵

[28] ایضاً، ص ۱۹۹

۲۹ البقرۃ ۲:۵۸

۳۰ ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین الدمشقی (المتوفی ۷۷۴ھ) تفسیر ابن کثیر، ۷۷۴ھ مطبوعہ ادارہ اندلس، بیروت ۱۳۸۵ھ، ج۲، ص

۳۱ امام احمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱ھ)، المسند، رقم ۸۱۱۰، مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۸ھ ج۲، ص ۳۱۲

۳۲ النساء ۴:۷

۳۳ النساء ۴:۱۱

۳۴ النساء ۴:۱۷۱

۳۵ آل عمران ۳:۶۲

۳۶ البقرہ ۲:۱۶

۳۷ احمد شاہ، ترجمۃ القرآن، ص ۳

۳۸ البقرۃ۲:۱۱۴

۳۹ جامع البیان، ج۱، ص۳۹۸-۳۹۶

۴۰ جامع البیان، ج۱، ص۳۹۸-۳۹۶

۴۱ آل عمران ۳:۶۱

۴۲ احمد شاہ، ترجمۃ القرآن، ص۵۰

۴۳ ابوالحسن علی بن احمد، واحدی نیشاپوری متوفی (۴۵۸ھ) الوسیط، مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت ۱۴۱۵ھ، ج۱، ص ۴۴۴